جناب مولانا مدرار اللہ مدرار صاحب

لفظِ جبین کے معنی پر ایک تحقیقی نظر

لفظ جبین کی تحقیق سے متعلق شائع شدہ مضامین کے علاوہ حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک، جناب ڈاکٹر حمید اللہ پیرس، مولانا عمر حیات ڈیروی راولپنڈی اور مولانا عطاء الرحمن رحمانی ڈیرہ اسماعیل خان کے وقیع مضامین بھی موصول ہو چکے ہیں۔ جنہیں اگلے شمارہ میں شائع کیا جائے گا اس طرح بحث و تحقیق کے جدید و قدیم مآخذ اور استدلال و توضیح کے اسالیب پر مبنی ایک گلدستہ مضامین ارباب ذوق کو میسر ہو گیا ہے۔ ادارہ

"موقر" الحق" بابت دسمبر ۱۹۹۱ء میں مولانا سید تصدق بخاری کا ایک مضمون زیر عنوان "جبین کروٹ ہے" ملا تھا" نظر سے گذرا جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جبین کا معنی کروٹ ہی ہے اور اس کا اطلاق کسی صورت میں بھی ماتھے پر نہیں ہو سکتا اور اکابر مفسرین نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا واقعہ قربانی کے سلسلے میں "وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ" کے ترجمے میں تسامح کا ارتکاب کیا ہے جس میں انہوں نے جبین سے کروٹ کی بجائے پیشانی مراد لی ہے، اور یہ کہ حضرت ابراہیم ع نے حضرت اسمٰعیل ع کو پیشانی کے بل گرایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے امام محی السنہ بغوی کی معالم التنزیل سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اپنی صوابدید کا مطلب اخذ کیا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے اور مفسرین امت نے اسی حدیث کی بناء پر ہی جبین کا ترجمہ پیشانی کیا ہے جس پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔

محترم مضمون نگار کا یہ ارشاد تو صحیح ہے کہ جبین پیشانی کے دائیں اور بائیں جانب دونوں کروٹوں کو کہا جاتا ہے لیکن یہ کسی نے نہیں کہا ہے کہ پیشانی پر اس کا استعمال شجر ممنوعہ ہے۔ متداول اور مشہور کتب لغت کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱) اکابر علماء کی مجلس ادارت نے "المنجد" کا اردو ترجمہ کیا ہے مولانا مفتی محمد شفیع نے اس پر مقدمہ لکھا ہے۔ ان کے بارے میں "المنجد" مترجم کے الفاظ یہ ہیں۔

الجبین۔ پیشانی۔ پیشانی کی طرف ج اَجْبُنْ وجُبُنْ واَجْبِنَةٌ (المنجد صـ۱۶۹)

۲) قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی ناظم دائرۃ المصنفین نے "قاموس القرآن" میں لکھا ہے۔

جبین۔ پیشانی (قاموس القرآن صـ۱۷۷)

موصوف نے بیان اللسان میں بھی جبین کا معنی پیشانی کیا ہے۔

۳) غیاث اللغات نے بھی جبین کا معنی پیشانی کیا ہے۔ (صـ۱۴۴)

۴) مشہور محدث ہند علامہ وحید الزمان وحید اللغات میں فرماتے ہیں۔

نَاتِئُ الْجَبِیْن ۔ بلند پیشانی ۔ بعضوں نے کہا جبین وہ مقام جو دو ابرو کے بال اگنے کی جگہ تک ہے تو ہر آدمی میں دو جبینیں ہیں جو چہرے کے دونوں طرف ہیں۔ (وحید اللغات صد ۸)

بخاری کی کتاب الوحی میں نزول وحی کی کیفیت کے بارے میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس میں صلصلۃ الجرس کے الفاظ آئے ہیں یعنی گھنٹی کی آواز کی طرح ۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ وحی کی یہ کیفیت مجھ پر سخت گراں گزرتی ہے ۔ اس سلسلے میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔

وقالت عائشة رضي الله عنها ولقد رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔

(رواہ البخاری کتاب الوحی)

حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں " جبین " کا لفظ آیا ہے ۔ علامہ وحید الزمان نے اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظ جبین کا معنی پیشانی کیا ہے ۔ تجرید البخاری میں بھی جبین کا ترجمہ پیشانی ہی کیا گیا ہے ۔ یہاں میں زیادہ مناسب سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی فضل الباری شرح بخاری سے مذکورہ حدیث عائشہؓ کا ترجمہ پیش کروں ۔ جس میں جبین کا معنی پیشانی ہی کیا ہے ۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں ۔

" حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے آپؐ کو سخت سردی کے دن اس حال میں دیکھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی اور جب یہ کیفیت ختم ہوتی تھی تو آپؐ کی پیشانی مبارک سے اس طرح پسینہ جاری ہوتا تھا کہ جیسے فصد لگا دی گئی ہو ۔ (فضل الباری شرح بخاری جلد اول صد ۱۵۱)

اور ترجمے کے بعد آگے چل کر الفاظ کی مزید تشریح کے دوران دوبارہ جبین کا معنی پیشانی کیا ہے ۔ یہاں یہ امر ذہن نشین رہے کہ عادتاً گرمی میں زیادہ پسینہ پیشانی ہی سے جاری ہوتا ہے اور پہلی نظر پیشانی ہی پر پڑتی ہے اور یہی اس کا متبادر مفہوم ہے اور پیشانی کی کروٹیں ثانوی درجہ رکھتی ہیں ۔ ہمیں تو یہی معلوم ہے کہ حضرات محدثین مذکورہ حدیث کے ذیل میں لفظ جبین کا معنی خواہ تدریس وتقریر کے دوران ہو یا تحریر میں پیشانی ہی سے کرتے ہیں ۔

محترم مضمون نگار نے مولانا بدر عالم میرٹھی کے حوالے سے فیض الباری کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ عبارت کتاب الوحی میں درج نہیں ہے بلکہ " باب سجود الانف " میں مندرج ہے جس کا تعلق امام اعظم ابو حنیفہ کے اس مسلک سے ہے کہ زمین پر پیشانی کے بغیر صرف ناک رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے مولانا بدر عالم میرٹھی نے حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ کی فیض الباری شرح بخاری پر حاشیہ لکھا ہے ۔ مضمون نگار کی پیش کردہ عبارت فیض الباری کی ہے اور " باب سجود الانف " میں درج ہے ۔ یہ پوری عبارت حسب ذیل ہے ۔

(باب سجود الانف) وهو رواية عن امامنا رحمه تعالى ونقل الشامي

الرجوع عنها فلا یجری الاقتصار علیه الا من عذر قلت ولعل الامام لم یرجع عنه ثم اعلم ان الجبهة واحد والجبین اثنان وهما قرنا الرأس۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۰)

ترجمہ۔ (ناک پر سجدہ کرنے کا بیان) اور یہ روایت ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور علامہ شامی نے اس قول سے امام اعظم کا رجوع نقل کیا ہے پس اس پر انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ مگر عذر کی حالت میں۔ میں کہتا ہوں کہ شاید امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا پھر جان لو کہ جبہہ ایک ہے اور جبین دو ہیں اور وہ دونوں سر کے دو کنارے ہیں۔ یعنی ایک دائیں اور ایک بائیں۔

اس ساری عبارت کا خلاصہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک جبہہ کے بغیر زمین پر صرف ناک رکھنے سے بھی سجدہ جائز ہے۔ یہاں علامہ کاشمیریؒ نے یہ مزید وضاحت فرمائی کہ جبہہ ایک ہے اور جبین دو ہیں یعنی محل سجدہ جبہہ اور ناک ہے اور دونوں جبینیں سجدے کا محل نہیں ہیں اور جہاں تک پیشانی پر جبین کے اطلاق کا تعلق ہے تو علامہ کاشمیری نے اس کا انکار تو کجا اس کا ذکر ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے برعکس نزول وحی کی کیفیت والی حدیث کے بارے میں انہوں نے جو تقریر فرمائی ہے اس میں نہ تو دو جبینوں کا ذکر ہے اور نہ اس سے انکار فرمایا گیا ہے کہ وحی کی ثقالت کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی پیشانی مبارک سے زور کا پسینہ بہتا تھا بہرحال یہ حقیقت اپنے حال پر قائم ہے کہ جبین کا اطلاق پیشانی پر بھی ہوتا ہے اور دونوں کروٹوں پر بھی۔

پیشانی اور کروٹ کے مسئلے میں تطبیق

مضمون نگار صاحب نے حضرت شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ سے لے کر مولانا مفتی محمد شفیعؒ تک بہت سے اکابر دین کے نام لے کر یہ بوی کیا ہے کہ ان سب سے " وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ " کے ترجمے (اور اس کو پیشانی کے بل پچھاڑا) میں تسامح ہوا ہے کروٹ کی جگہ ماتھا لکھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان اکابر سے تسامح نہیں ہوا ہے بلکہ انہوں نے دراصل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو مدنظر رکھ کر یہ ترجمہ کیا ہے۔ مضمون نگار صاحب نے بھی معالم التنزیل کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کے ابتدائی دو جملے لکھے ہیں جب کہ اس کی ساری عبارت چھوڑ دی ہے یہ حدیث معالم التنزیل۔ تفسیر خازن۔ الصاوی علی الجلالین وغیرہ متداول کتب تفسیر میں مروی ہے۔ ہم پہلے اس حدیث کا ترجمہ اور مطلب بیان کرتے ہیں اور پھر عربی ذوق رکھنے والوں کے لیے اس کی اصل عبارت بھی لکھیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کی غرض سے زمین پر کروٹ پر لٹایا۔ پس اسمٰعیلؑ نے کہا کہ ابا جان! پہلے میرے ہاتھ پاؤں کو اچھی طرح باندھ دیں تاکہ میں اضطرابی حرکت

نہ کروں اور کہیں میرے خون کے قطروں سے آپ کے کپڑے آلودہ نہ ہو جائیں جس سے میرے اجر و ثواب میں کمی آجائے۔ اور پھر کہا کہ اے میرے باپ! مجھے چہرے کے بل کروٹ سے لٹا دیں اس لیے کہ جب آپ کو میرا چہرہ نظر آتا ہے تو شفقت پدری جوش مارنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ چھری مجھے نظر آتی ہے تو مجھے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے پس ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اسی طرح لٹایا پھر اس کی قفا یعنی گردن پر چھری چلانی شروع کی کہ اتنے میں ندا آئی کہ اے ابراہیمؑ بیشک تونے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔

اب حدیث ابن عباسؓ کا متن ملاحظہ ہو۔

قال ابن عباسؓ اضطجعهٗ على الارض بين الجبينين فقال له ابنهٗ الذى اراد ذبحهٗ يا ابت اشدد رباطى حتى لا اضطرب واكنف عن ثيابك حتى لا ينتضح عليها من دمى فينقص اجرى فقال الابن عند ذالك يا ابت كبنى لوجهى على جبينى فانك اذ انظرت فى وجهى رحمتنى وادركتك رقة تحول بين امر الله تعالىٰ لا انظر الى الشفرة فاجزع ففعل ذالك ابراهيمؑ ثم وضع الشفرة على قفاه فانقلبت السكين ونودى ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا۔

(معالم التنزیل بہامش خازن جلد ۶ صفحہ ۲۳) (تفسیر خازن جلد ۶ صفحہ ۲۲)

حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شروع میں اسماعیلؑ کو سیدھا لٹایا تھا۔ لیکن چھری چلانے کے وقت اسمعیلؑ نے جو فرمائش کی اور جو وجہ بتائی اس پر عمل کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لختِ جگر کو چہرے کے بل لٹایا اور ان کی گردن پر چھری چلانی شروع کی۔ جس پر حضرت الوہیت کی طرف سے انہیں چھری چلانے سے منع فرمایا گیا اور خوشخبری سنائی گئی کہ اے ابراہیمؑ بیشک آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔

جن اکابر نے جبین سے کروٹ مراد لی ان کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کا ابتدائی حصہ تھا اور جن اکابر نے جبین سے پیشانی مراد لی۔ انھوں نے حدیث کے آخری حصے پر عمل کیا جس میں تصریح کی گئی ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے لختِ جگر کی فرمائش کے مطابق انہیں اوندھے منہ لٹایا اور ان کی "قفا" یعنی گردن پر چھری چلانی شروع کی تو ہمارے اکابر کے یہ دونوں طبقے راہِ صواب و حق پر ہیں اور ان میں سے کسی طبقے سے معہودہ آیت کریمہ کے معنی میں تسامح کی قسم کی کوئی چیز صادر نہیں ہوئی ہے۔ اور ان کا دامن اس قسم کی نسبتوں سے پاک وصاف ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے بے پایاں فضل و کرم سے ہمارے ان تمام اکابر کے درجات کو بلند سے بلند تر فرماتے اور انکے علوم و معارف اور فیوض و برکات سے اہل اسلام کو ہمیشہ فیض یاب رکھے۔ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنَا۔